سنہ ۱۹۳۵ء

جنت کی آرزو ہے نہ خوفِ سقر مجھے
کافی ہے آستانۂ اثنا عشر مجھے
ملتے ہیں روز مدح کے گلہائے تر مجھے
سمجھو چمن میں شکلِ نسیمِ سحر مجھے
وارفتۂ ثنائے شہِ خاص و عام ہوں
بندہ خدا کا ہوں تو علی کا غلام ہوں

جو عرش کے سریر کی رونق ہیں وہ علی
بعد از رسولِ پاک جو برحق ہیں وہ علی
جو مصدرِ صفات سے مشتق ہیں وہ علی
یعنی جو عینِ قادرِ مطلق ہیں وہ علی
دونوں جہاں میں جلوہ نمائی علی کی ہے
بندے سے پوچھیے تو خدائی علی کی ہے

اہلِ نظر پہ مرتبہ مولا کا ہے جلی
باغِ قدم کے گل ہیں محمد۔ تو یہ کلی
ہم کیا ہیں، جبکہ اس کا ہے قائل ہر اک ولی
بعد از خدا رسول ہیں۔ بعد از نبی۔ علی
شاخ ان کو جانیے نہ انھیں اصل مانیے
جب مصطفےٰ نہ ہوں تو بلا فصل مانیے

بعد از علی۔ رسول کے ثانی ہیں مجتبیٰ
صُلحِ حدیبیہ کی نشانی ہیں مجتبیٰ
محبوبِ مصلحت کی جوانی ہیں مجتبیٰ
ٹھنڈا ہوا حسام کا پانی ہیں مجتبیٰ
تازہ جوان کے دم سے کرم کا چمن ہوا
خُلقِ نبی کا نام بھی خُلقِ حسن ہوا

ظاہر ہے رتبۂ حَسَنِ آسماں مقام
کنیت رسولِ پاک سے پائی۔ خدا سے نام
قرآں کا یہ شرف ہیں، حرم کا یہ احترام
اک تو نبی کے نورِ نظر۔ دوسرے امام
نانا نبی سا۔ باپ امیرِ حُنین سا
ماں فاطمہ سی۔ قوتِ بازو حسین سا

شبّر کے بعد شاہِ مدینہ حسین ہیں — دریائے معرفت کا سفینہ حسین ہیں
سرمایۂ عمل کا خزینہ حسین ہیں — علمِ نبی کے اوج کا زینہ حسین ہیں
باطل کا سر کچل کے عجب کام کر دیا
اسلام کو حسین نے اسلام کر دیا

کیا کیا بیاں کریں شرفِ شاہِ مشرقین — جن کا لقب ہے محسنِ دینِ خدا حسین
زہرا کے لال احمد و حیدر کے نورِ عین — مثلِ نبی مثالِ علی جانِ مصطفین
بیٹھیں جو بزم میں تو رسولِ قدیر ہیں
جب تیغ کھینچ لیں تو جنابِ امیر ہیں

سبطِ نبی کے بعد وہ بیکس امام ہے — جو زہد میں نمونۂ خیر الانام ہے
حق کے لیے جو قیدیِ زندانِ شام ہے — یوسف بھی کہہ رہے ہیں کہ بندہ غلام ہے
زنجیر میں جو پاؤں ہے جانِ بتول کا
لنگر لیے ہے کشتیِ دینِ رسول کا

دورِ فلک سے گو کہ یہ بیکس اسیر ہے — لیکن وصیِ شاہِ بشیر و نذیر ہے
حلّالِ مشکلات امیر و فقیر ہے — بازو بندھے ہوئے ہیں مگر دستگیر ہے
دم سے اسی کے باغِ نبی باغ باغ ہے
یہ لال اہلِ بیت کے گھر کا چراغ ہے

زین العبا کے بعد ہیں باقرِ انام — نازاں ہے جن پہ علمِ نبوت بلا کلام
جابر نے ان کو ختمِ رسل کا کہا سلام — نامِ خدا ملا ہے انہیں بھی نبی کا نام
ہیں لال دخترِ حسنِ سبز فام کے
پوتے امام کے ہیں۔ نواسے امام کے

دکھلا دیا حضور نے خُلقِ پیمبری — غم سہ کے عاصیوں کو کیا نار سے بری
جعفر کو ان کے بعد ملا تاجِ حیدری — کہلائے پیروانِ ید اللہ جعفری
صدقے دہن پہ صدقِ رسالت مآب ہے
مانندِ صبح آپ کا صادق خطاب ہے

اٹھے جہاں سے جب یہ محمد کے نورِ عین بیٹھے نبی کے تخت پہ موسیٰ بہ زیب و زین
تھے حلم میں یہ زینِ عبا۔ صبر میں حسین کاظم تھا نامِ پاک۔ لقب شاہِ کاظمین
پنہاں نہیں ہے خلق سے رتبہ جو پایا ہے
الکاظمین دیکھ لو قرآں میں آیا ہے

حق کی رضا سے آپ کے نائب ہوئے رضا جن کو جہاں میں ضامنِ ثامن لقب ملا
صَلِّ علیٰ مزارِ شہِ دیں کا مرتبا روضہ ہے ان کے ارضِ خراساں ہے کربلا
مثلِ حسین، یہ بھی امامِ غریب ہیں
مولا غریب ہیں پہ عجیب و غریب ہیں

یہ ہوں جو ہمکلام تو شمشیر بول اٹھے حق کی زباں ہیں کاتبِ تقدیر بول اٹھے
مداح کا قلم دمِ تحریر بول اٹھے یہ حکم دیں تو بلبلِ تصویر بول اٹھے
طوطیٔ حمد صاف پکارے علی علی
قالیں کا شیر اٹھ کے ڈکارے علی علی

بعد از رضا سمیِ محمد۔ تقی ہوئے بچپن میں جانشینِ علی ولی ہوئے
پیروِ تقیِ پاک کے سب متقی ہوئے حاسد جلے۔ جب ان کے مناقب جلی ہوئے
آمادہ امتحان پہ دل سنگ ہو گئے
ماہی کے معجزے سے مگر دنگ ہو گئے

طفلی سے تھا شباب رسالت جو رونما عباسیوں میں جم کے رہا رنگ آل کا
سیرت کا بچپنے میں دکھایا وہ معجزا مامون ماننے لگا اپنوں کا ذکر کیا
بعد آپ کے۔ جہان کے ہادی نقی ہوئے
دسویں امام خلق میں چوتھے علی ہوئے

رخصت سرائے دہر سے جس دم ہوئے نقی نائب ہوئے حضور کے دنیا میں عسکری
القاب جن کے ہیں حسن وہادی و زکی دیں کی ہے جن کے پھول سے کھیتی ہری بھری
ہے آسرا، انھیں کا پسر۔ مومنین کا
حافظ کتاب کا تو محافظ ہے دین کا

وجہ بقائے خلق۔ حسن کا ہے لالہ فام
باقی ہے جس کی ذات سے قرآں بلا کلام
قائم کے دم سے حق کی عبادت کو ہے قیام
دینِ نبی کی جان ہے درپردہ یہ امام
غیبت کے باوجود یہ شانِ حضور ہے
فانوس میں چراغ ہے۔ محفل میں نور ہے

کب تک رہے گا مہرِ امامت حجاب میں
ہل چل مچی ہے دینِ رسالت مآب میں
جو منتظر ہیں ان کے ہیں دل اضطراب میں
مشکوک جو ہیں جان ہے ان کی عذاب میں
کعبہ سیاہ پوش فلک نیلہ پوش ہے
حد ہوگئی فراق میں قرآں خموش ہے

الیاس چاہ میں ہیں گرفتار اک طرف
تکتے ہیں راہ خضرِ طلبگار اک طرف
ادریس زندگی سے ہیں بیزار اک طرف
عیسیٰ پڑے ہیں عشق میں بیمار اک طرف
ڈھونڈا ہزار دشت و در و کوہسار میں
اصحاب کہف بیٹھ رہے تھک کے غار میں

ملتا نہیں جو غیب نشیں کا کہیں سراغ
سونی ہے اب زمین تو گردوں ہے سبز باغ
سورج ہے دل کباب قمر کے ہے دل میں داغ
مکہ ہے بے مکیں تو مدینہ ہے بے چراغ
سب منتشر ہیں، حال سبھی کا تباہ ہے
قرآں کے انتشار پہ صورت گواہ ہے

ہے روز و شب اصولِ ہدایت کو انتظار
وحدت کو اشتیاق عدالت کو انتظار
مسند نشیں کا تختِ رسالت کو انتظار
فرقِ نبی کا۔ تاجِ امامت کو انتظار
حسرت ہے سب کو مہدیِ دیں کے ظہور کی
حد ہے کہ منتظر ہے قیامت حضور کی

لیجیے خبر فروع کی اے جانِ بوتراب
اب روزہ و نماز سے غافل ہیں شیخ و شاب
مولا زکات و خمس پریشاں ہیں بے حساب
حج اک طرف، جہاد بھی کھاتا ہے پیچ و تاب
مرجھا رہے ہیں پھول جو دینِ رسول کے
شاخیں ہیں انتظار میں اصلِ اصول کے

جانِ نبی کے ہجر میں دل ہیں جو بے قرار　　ابتر ہے کشتگانِ محبت کا حالِ زار
اتنا سا خواب ہی میں بتا دیجے ایک بار　　کب تک کریں حضور کے آنے کا انتظار
نبضیں بھی ڈوبنے لگیں منکا بھی ڈھل گیا
آنکھیں کھلی رہیں گی اگر دم نکل گیا

پھرتا ہے یوں تلاش میں ہر دم دلِ اسیر　　جس طرح سوئے واحدِ غائب پھرے ضمیر
یوں غار میں نہاں ہے نبی کا مہِ منیر　　جیسے ہے نورِ دیدۂ مردم میں گوشہ گیر
بے جا ہے شک وجودِ امامِ حجاز میں
نیت کو دیکھتی ہیں کب آنکھیں نماز میں

اٹھے گا جب حجاب امامِ ملک صفات　　پائیں گے نور جس میں دو عالم رہِ نجات
مولا کی ذاتِ خلق میں ہے مژدۂ برات　　ہے جب تو ان کا روزِ ولادت شبِ برات
اس رات میں جو دید کی امید ہو گئی
خوش ہو کے دونوں وقت ملے عید ہو گئی

اس رات کے طفیل میں امت کے دن پھرے　　اسلام کا نصیب شریعت کے دن پھرے
تختِ نبی کا بخت، امامت کے دن پھرے　　یہ لطف ہے کہ شب میں رسالت کے دن پھرے
خوبیوں میں رات کی ظلمت جو کھو گئی
قدر اس قدر بڑھی کہ شبِ قدر ہو گئی

زہرہ ریاضِ چرخ میں رشکِ چمن بنی　　پھیلی وہ چاندنی کہ فضا سیمتن بنی
فیضِ شبِ برات سے گیتی دلھن بنی　　یہ گل کھلا کہ شمع کی لو گلبدن بنی
پنہاں تجلیاں ہیں گلوں کی قباؤں میں
گھر گھر چراغ جلتے ہیں تاروں کی چھاؤں میں

خالق کی شان بازیِ آتش سے ہے عیاں　　ہیں پھلجھڑی کے گل ثمرِ نخلِ کہکشاں
مہتاب مثلِ خوشۂ پروین ہے گلفشاں　　وہ چرخ کی ہے ضو کہ ہے چکر میں آسماں
تاروں کو بے فروغ اناروں نے کر دیا
جلوہ قمر کا گردِ غباروں نے کر دیا

حسنِ شبِ برات جو ہر دم مزید ہے
لیلائے شب کا جامۂ کہنہ جدید ہے
ہے رات کا یہ رنگ کہ دن محوِ دید ہے
قرباں ہو صبحِ عید بھی اب کیا بعید ہے
جلوہ جو عرش تک ہے ہر اک سنگ و خشت کا
دنیا سے آج رنگ ہے پھیکا بہشت کا

یہ رات ہے جہاں میں شبِ طاعت و درود
فرشِ زمیں پہ چاندنی ہے مائلِ قعود
سبزے کی جانماز پہ شبنم کا وہ سجود
وہ ڈوبنا نجوم کا وہ صبح کی نمود
لیلائے شب حجاب سے روپوش ہو گئی
ہر شمع کانپ کے خاموش ہو گئی

باغِ جہاں میں مہدیِ دیں کا ورود ہے
ہر شاخ و برگ محوِ رکوع و سجود ہے
نوکِ زبانِ خار جو حمد و درود ہے
غنچوں کی بھی چٹک میں صدائے درود ہے
آمد سنا جو دی ہے امامِ کریم کی
چٹ چٹ بلائیں لیتی ہیں کلیاں نسیم کی

پرکیف ہے سماں بھی۔ ہوا خوشگوار بھی
سو بلبلیں بھی ایک جگہ ہیں۔ ہزار بھی
خوش رنگ بھی ہیں غنچہ و گل مشکبار بھی
رگ رگ میں ہے شباب بھی جوشِ بہار بھی
مہکی ہوئی جو روحِ نبی کی شمیم ہے
یہ حال ہے کہ جامے سے باہر نسیم ہے

ساقی اب انتظار ترا دل پہ شاق ہے
وہ مے پلا جو دافعِ کفر و نفاق ہے
اس کے لیے ہے پھول جو الفت میں طاق ہے
اس کی نظر میں خار ہے جو بد مذاق ہے
کہتا نہیں حرام بھی شیخ، اور حلال بھی
لیکن مزہ یہ ہے کہ ٹپکتی ہے رال بھی

ساقی پلا دے وہ مئے میخانۂ علی
جس سے ہزار رنگ کے جلوے ہوں منجلی
ادریس کو یہ شک ہو کہ جنت کی ہے کلی
یوسف کو ہو گمان کہ مصری کی ہے ڈلی
الیاس سر چڑھائیں۔ خضر آبرو کریں
عیسیٰ ہیں منتظر کہ ملے تو وضو کریں

بزمِ الست کی جو نشانی ہے وہ شراب　　　جو خضرِ معرفت کی جوانی ہے وہ شراب
ایماں کا جوش جس کی روانی ہے وہ شراب　　　تسنیم جس کے سامنے پانی ہے وہ شراب
ہر بوند سلسبیل کا گویا جواب ہے
کوثر عرق عرق ہے لبن آب آب ہے

ساقی کی نذر کو جو میں ایمان بدست ہوں　　　دنیا سے بے خبر ہوں کہ مستِ الست ہوں
ظاہر پرست میں نہیں غائب پرست ہوں　　　یہ ولولہ ہے دل میں کہ بے دیکھے مست ہوں
بسمل ہوں، گو نیام میں پوشیدہ سیف ہے
ساقی کے پاس مے ہے مرے دل میں کیف ہے

جو اِنّما کا قندِ مکرر ہے وہ شراب　　　جو مدعائے دینِ پیمبر ہے وہ شراب
جو رازِ کائنات کا جوہر ہے وہ شراب　　　قرآنِ پاک کا جو مقطر ہے وہ شراب
وہ آب و تاب ہے کہ خجل جس سے فجر ہے
نعمت کا خاتمہ ہے رسالت کا اجر ہے

ساقی تری تلاش میں ہم جابجا گئے　　　مکّے گئے، مدینے گئے، کربلا گئے
بستی سے کاظمین کی مشہد میں آ گئے　　　ارضِ نجف میں بہرِ دُرِ بے بہا گئے
اب سامرا کی خاک جبیں پر لگائیں گے
غائب کے انتظار میں دھونی رمائیں گے

وہ مے پلا جو حسبِ محل جابجا بنی　　　گہہ قُل کفیٰ بنی تو کبھی ھل اَتیٰ بنی
روح الامیں کو جبکہ ملی لافتیٰ بنی　　　ساقی نے جب نماز میں پی اِنّما بنی
کم ظرف نے جو پی تو گلوگیر ہو گئی
زہرا کے گھر میں آیۂ تطہیر ہو گئی

ساقی یہی ہے دورِ مئے ارغواں کا وقت　　　یعنی ظہورِ نورِ امامِ زماں کا وقت
دنیا و دیں کے واسطے امن و اماں کا وقت　　　جمعہ کی صبح، نیمۂ شعباں. اذاں کا وقت
کیونکر کہوں کہ گود میں نرجس کی چاند ہے
چہرے میں ہے وہ نور کہ سورج بھی ماند ہے

نرجس کی آنکھیں ہو گئیں روشن جس کا گھر   خالق نے عسکری کو دیا چاند سا پسر
منہ چوم کر پکاری امامت بکر دختر   دیکھو جبیں میں نور محمد ہے جلوہ گر

یہ ہے وہ ماہ۔ نقص ہے جس میں نہ داغ ہے
اسلام میں خدا کا دیا یہ چراغ ہے

قرآں زبانِ حال سے بولا بہ افتخار   ہے نخلبندِ باغِ شریعت یہ گلعذار
اسلام فخر و ناز سے کہتا تھا بار بار   یہ پھول ہے نبی کے چمن میں سدا بہار

از دستِ ظلم حافظ این ربِ اکبر است
دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است

باغی جو تاک میں تھے لگے خار کی طرح   پنہاں حضور ہو گئے ستار کی طرح
مخفی ہیں چشمِ خلق سے اسرار کی طرح   قائم ہیں نورِ ایزدِ غفار کی طرح

مشکلکشائے خلق جو لیل و نہار ہیں
در پردہ اسمِ اعظمِ پروردگار ہیں

غیبت سے او حریف خرد بدگماں نہ ہو   قائم نہ ہوں جہاں میں تو قائم جہاں نہ ہو
قرآں کا نام آلِ نبی کا نشاں نہ ہو   لٹ جائیں منزلیں جو کوئی پاسباں نہ ہو

پردے میں وہ نہاں ہے جو وجہ ثبات ہے
ظلمات ہی میں چشمۂ آبِ حیات ہے

برباد ہو زمیں جو امامِ زماں نہ ہو   مٹی کا ڈھیر ہے وہ جسد جس میں جاں نہ ہو
پھر دین ہو رواں جو یہ روحِ رواں نہ ہو   پنہاں نہ ہو تو خلق کی حقیقت عیاں نہ ہو

آثار سے عیاں بھی نظر سے نہاں بھی ہے
حجت میں جیسے جیم نہاں بھی عیاں بھی ہے

مہدی نہ ہوں تو خلق میں امن و اماں نہ ہو   پھر تا قیام کعبۂ رب میں اذاں نہ ہو
دنیا میں دینِ خالق کون و مکاں نہ ہو   بن آئے شیخ کی جو یہ سید نہاں نہ ہو

کس کو ہے دخل مصلحتِ کردگار میں
مثلِ نبی امام بھی پنہاں ہے غار میں

پنہاں اگر نہ ہو یہ محمد کا لالہ فام　　کردیں عدو شہید مٹے مصطفیٰ کا نام
کلمہ ہو پھر نبی کا نہ اللہ کا کلام　　رخصت ہو بس نماز تشہد کرے سلام
جب دین ہی نہ ہو تو رسالت فضول ہے
واللہ یہ امام بجائے رسول ہے

یارب وہ دن دکھا کہ دلوں کو سرور ہو　　کفر و نفاق و شرک زمانے سے دور ہو
گیتی کے ذرّے ذرّے میں وحدت کا نور ہو　　جس کا یہ سب ظہور ہے اس کا ظہور ہو
جلوہ ہو چار سمت محمد کے ماہ کا
عالم میں غل ہو اشہد ان لا الٰہ کا

قرآں کا دَور آل کی صورت انہی سے ہے　　نام خدا نشانِ رسالت انہی سے ہے
نقارۂ اذاں کی اقامت انہی سے ہے　　ڈنکا نبی کا دین کی نوبت انہی سے ہے
مسند نشینِ حضرت خیر الانام ہیں
خاتم کی مثل کیوں نہ ہوں آخر امام ہیں

وہ نور یہ ظہور وہ رحمت تو یہ اماں　　وہ ہیں جسد یہ فرق وہ ہیں نطق یہ زباں
اُن کا مقام عرشِ خدا اِن کا لامکاں　　وہ اوّلِ وجود تو یہ آخر الزماں
اِن سے نبی کے دین کی زینت سوا ہوئی
واں ابتدا ہوئی تھی یہاں انتہا ہوئی

اسلام کا وہ دل تو یہ ایماں کا ہیں جگر　　وہ آنکھ ہیں یہ نور وہ پُتلی ہیں یہ نظر
ہاشم کے وہ پسر یہ شہِ بدر کے قمر　　گویا خلیل کی وہ دعا ہیں تو یہ اثر
خود تول لیں نظر میں جو شیدائے آل ہیں
وہ آمنہ کے لال یہ زہرا کے لال ہیں

وہ ظلِ ذوالجلال ہیں یہ مظہرِ جلیل　　رحمت کی وہ سبیل یہ مختار سلسبیل
یہ نور وہ سراج یہ کعبہ تو وہ خلیل　　نانا بھی بے مثال۔ نواسا بھی بےعدیل
سب انبیا سے فضل و شرف میں بڑھے ہوئے
احمد ہیں بے پڑھے، یہ محمد پڑھے ہوئے

اُن سے خدا کا نام ہے اِن سے بھی ہے نمود   وہ باعثِ وجود ہیں یہ شاھد الوجود
وہ کلمۂ الٰہ تو یہ حجتِ ودود   دونوں کا نام پاک محمد، پڑھو درود
یوں ایک ہیں یہ بارگہِ بے نیاز میں
دو رکعتیں ہیں جیسے سحر کی نماز میں

رتبے میں انبیا سے ہیں افضل شہِ ہُدا   ہیں جب تو حکمِ رب سے مسیحا کے مقتدا
وہ ہیں اگر خدائے نصاریٰ کے دلربا   یہ اس کے لال ہیں جو نصیری کا ہے خدا
یہ غار میں وہ چرخ پہ یہ ہیں اِن کی چاہ میں
پلّہ گراں اِنہی کا ہے تولو نگاہ میں

ہمنام بھی نبی کے ہیں شاہِ انام بھی   جرأت میں بوتراب کے قائم مقام بھی
رشکِ بلال عید بھی ماہِ تمام بھی   عیسیٰ کے پیشوا بھی ہمارے امام بھی
اب کیا کہوں کچھ ایسے ہی اوصاف پائے ہیں
کُل انبیا کے بعد ہدایت کو آئے ہیں

مثلِ کریم یہ بھی ہیں بندوں کے کارساز   خالق ہے جاں نواز تو یہ بھی ہیں دلنواز
قائم ہیں آپ بھی جو ہے قیوم بے نیاز   اتنا سا فرق ہے وہ حقیقت ہے یہ مجاز
حیدر میں یہ صفت نہ رسالت مآب میں
یہ بھی حجاب میں ہیں خدا بھی حجاب میں

حاصل فصاحتِ شہ خیر الوریٰ بھی ہے   زہدِ بتول زورِ شہ لافتا بھی ہے
خُلقِ حسن بھی صبرِ شہ کربلا بھی ہے   سجاد کا خضوع بھی آہ و بکا بھی ہے
باقر کا علم سینۂ شاہِ زمن میں ہے
گویا زبانِ جعفرِ صادق دہن میں ہے

کاظم کا حلم بھی ہے رضا کی رضا بھی ہے   زہدِ تقی پاک بھی ہے اتقا بھی ہے
مثلِ نقی کرم بھی ہے جود و سخا بھی ہے   بیٹا حسن کا محسنِ دینِ خدا بھی ہے
سارے سلف کے رنگ ہیں اس لالہ فام میں
چودہ مزے ہیں ایک امامت کے جام میں

اثنا عشر میں فرد ہے یہ شاہِ دیں پناہ — مہدیِ دیں امامِ زماں حجتِ الٰہ
دورِ علی ہے غیر مکمل بغیرِ شاہ — ناقص رہے گا سال نہ ہو بارھواں جو ماہ
وجہِ کمال ہے یہ امامِ مبیں کا چاند
وہ تیرھویں کا چاند تو یہ چودھویں کا چاند

ان کو خلاصۂ کتبِ ماسبق کہوں — یا نعمتِ وجود کا اعلیٰ طبق کہوں
برحق کہوں کہ مثلِ علی عین حق کہوں — یا آخری کتابِ نبی کا ورق کہوں
پھر بارھویں امام کو اللہ کیا کہیں
جب پہلے پیشوا کو نصیری خدا کہیں

وجہِ ثباتِ کون و مکاں ہے یہی مکیں — کھوئے گا ظلم و کفر کی ظلمت یہ مہ جبیں
پھولے پھلے گی شرع کی کھیتی زمیں زمیں — یہ ہے وہ اصل جس کی ہیں شاخیں اصولِ دیں
غیبت نہ ہو تو نخلِ بقا گلفشاں نہ ہو
سرسبز کیا ہو جڑ، جو زمیں میں نہاں نہ ہو

غیبت کا بھید خالقِ یزداں سے پوچھیے — پردے کی بات احمدِ ذیشاں سے پوچھیے
غائب کا حال مصدرِ ایماں سے پوچھیے — منزلِ امامِ عصر کی قرآں سے پوچھیے
حق آئے گا تسلط باطل مٹائے گا
ناحق کی بحث کیا یہی حق ہے کہ آئے گا

یاں لفظ حق سے خالقِ یزداں نہیں مراد — خضر و خلیل و موسیِٰ عمراں نہیں مراد
داؤد و نوح و عیسیِٰ دوراں نہیں مراد — کیا ان کا ذکر احمدِ ذیشاں نہیں مراد
آئے سبھی مگر ابھی باطل کا دور ہے
جو حق کا مدعا ہے وہ حق کوئی اور ہے

سوچو جو ہوں رموزِ الٓمّٓ یاد — معنی ہیں جس کے آلِ محمد بہ استناد
ہے ذٰلکَ الکتاب جو ہادی پئے عباد — لَاریبَ فِیہِ مہدیِ غائب سے ہے مراد
مانو نہ مانو ہم تو اک آیت سناتے ہیں
جو متقی ہیں غیب پر ایمان لاتے ہیں

عیسیٰ کو مانتے ہیں مسلماں، نہاں ہیں وہ　　الیاس کو بھی کہتے ہیں ہاں ہیں، جہاں ہیں وہ
مہدی کو ہم جو کہتے ہیں قائم یہاں ہیں وہ　　ہم سے سوال کرتی ہے دنیا کہاں ہیں وہ
ہم کیوں نہیں امامِ زماں سامرا میں ہیں
سیدھا سا یہ پتا ہے کہ علمِ خدا میں ہیں

سوچو بغور حور و ملک ہیں ہم کہاں　　غلماں کہاں ہیں، کوثر و خلد و ارم کہاں
ہیں رف رف و براقِ شفیعِ امم کہاں　　کس جا ہے عرش، کرسی و لوح و قلم کہاں
ان سب کا جس دلیل سے ثابت شہود ہے
روشن اسی سے مہدیِ دیں کا وجود ہے

کچھ بول اے امام کے منکر جواب میں　　کس جا ہیں جن کہ ذکر ہے جن کا کتاب میں
پوچھے کوئی جو ہستیِ شیطاں کے باب میں　　کہہ دے گا بے حجاب کہ وہ ہے حجاب میں
خود کو نقابِ پردۂ غیبت کیے ہوئے
ابلیس ہے رگوں میں سرایت کیے ہوئے

اے منکرو نسیم رواں ہے، کہاں ہے وہ　　گل کی شمیم عطر فشاں ہے، کہاں ہے وہ
پنہاں بشر کے جسم میں جاں ہے کہاں ہے وہ　　خلاقِ دو جہاں بھی نہاں ہے کہاں ہے وہ
کہتے ہو آج قائمِ آلِ عبا نہیں
کیا اعتبار کل کو یہ کہہ دو خدا نہیں

قرآن و آل ساتھ ہیں دنیا میں لاکلام　　شاہد ہے یہ خبر کہ ہیں قائم شہِ انام
اوصاف اب سنو سببِ غیبتِ امام　　پنہاں عدو کی گھات میں ہیں وارثِ حسام
پائیں گے جب کہ حکم خدائے مجید کا
لیں گے یہ انتقام حسینِ شہید کا

امت نے جس کو خوں میں ڈبویا وہی حسین　　جو بعد ذبح دھوپ میں سویا وہی حسین
کوئی نہ جس کی لاش پہ رویا وہی حسین　　گھر جس نے حق کی راہ میں کھویا وہی حسین
سر دے دیا۔ نبی کا مگر نام رکھ لیا
حق تو ہے یہ حسین نے اسلام رکھ لیا

سب کچھ نثارِ دینِ شفیعِ امم کیا — باطل کے سامنے نہ مگر سر کو خم کیا
راہِ عمل میں پاسِ وفا ہر قدم کیا — اوروں کو روئے۔ اپنے پسر کا نہ غم کیا
قدرت کے باوجود عدو کو سزا نہ دی
قاتل کو شیرخوار کے بھی بد دعا نہ دی

تاریخ داں بتائیں کہ آدم سے تا بہ حال — مارا گیا کوئی چھ مہینے کا نونہال
ایسی کوئی خطا تو نہ تھی آب کا سوال — جس کی سزا میں تیر سے گھایل ہو شہ کا لال
مٹی نہ دی کبھی کسی بیٹے کو باپ نے
گاڑا زمیں میں اپنے کلیجے کو آپ نے

بچے کو ذبح کر کے بھی مانے نہ اہلِ شر — برسائے تیر جانِ محمد پہ بے خطر
لاکھوں شقی اُدھر تھے تو اک بے وطن اِدھر — سیراب وہ۔ یہ تشنہ لب و سوختہ جگر
واں شوقِ جاہ و مال سپاہوں کے سامنے
یاں نوجواں کی لاش نگاہوں کے سامنے

دنیا کی حرص اُدھر تھی۔ اِدھر عزمِ جاوداں — نیزے وہاں تھے سینۂ سبطِ نبی یہاں
سر پہ پڑی حسام جگر میں گڑی سناں — زہرا سے پوچھیے کہ وہ برچھی لگی کہاں
تن سے لہو نکل گیا جتنا نکل سکا
لیکن پہاڑ اپنی جگہ سے نہ ٹل سکا

بھالے چبھو چبھو کے یہ کہتے تھے بد زباں — بیعت قبول کیجیے اب بھی تو ہے اماں
سینے کو رکھ کے نوک پہ نیزوں کی بے تکاں — کہتے تھے شہ کہ خوب کیے جاؤ امتحاں
اپنا لہو اصول سے پیارا نہیں مجھے
انسانیت کا خون گوارا نہیں مجھے

سن کر نبی کے لال کا یہ عزمِ مستقل — پاس آ گئے سنبھال کے حربے وہ سنگدل
بارش ہوئی حسین پہ تیغوں کی متصل — زہرا نے اپنے دودھ کا حق کر دیا بحل
گھوڑے سے خاک پہ پسرِ مصطفےٰ گرا
آندھی اٹھی زمین پہ عرشِ خدا گرا